۵ جُمادَی الاولیٰ ۱۴۴۶ھ / 08 نومبر 2024ء

شفاعتِ حَسَنَہ کی جزا

اور

بُری سفارش کی سزا

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

Join our channel مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Follow our Account مجلس علماء نظامیہ پاکستان
Like our Page Jamia Nizamia Rizvia
Like our Page Jamia Nizamia Rizvia
Subscribe our channel Jamia Nizamia Rizvia

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَأَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

مَنۡ یَّشۡفَعۡ شَفَاعَۃً حَسَنَۃً یَّکُنۡ لَّہٗ نَصِیۡبٌ مِّنۡہَا ۚ وَمَنۡ یَّشۡفَعۡ شَفَاعَۃً سَیِّئَۃً یَّکُنۡ لَّہٗ کِفۡلٌ مِّنۡہَا ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ مُّقِیۡتًا ۔ [النساء4:85]

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و مَشِیَّت کے مطابق بندوں کے حالات ایک جیسے نہیں بنائے... کوئی خوش حال ہے تو کوئی تنگ دست، کسی کو منصب نصیب ہے اور کوئی بے اختیار، کچھ لوگوں کو معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، جب کہ کئی افراد سماج میں اِعزاز و وقار کے حامل نہیں ہوتے، بعض لوگ زور لگادیں تو بھی ایک کام نہیں ہو پاتا، مگر دوسرا صرف کہہ دے تو بھی بات بن جاتی ہے۔

اختلافِ احوال میں باری تعالیٰ کی بے شمار حکمتیں ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ربّ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اُس نے جن بندوں کو نعمتوں سے نوازا ہے وہ خستہ حال لوگوں کی خیر خواہی کریں... اپنے مال کے ذریعے اُن کی مدد کریں، میٹھے بول وغیرہ سے اُن کا دُکھ بانٹیں اور اپنا عہدہ و منصب / اثر و رُسوخ اُن کی بھلائی کے لیے استعمال کریں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ کائنات کے دُولہا ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ لِلّٰہِ أَقْوَامًا اِخْتَصَّھُمْ بِالنِّعَمِ لِمَنَافِعِ الْعِبَادِ، یُقِرُّھُمْ فِیھَا مَا بَیَذْلُوْنَھَا، فَإِذَا مَنَعُوْھَا نَزَعَھَا مِنْھُمْ فَحَوَّلَھَا إِلٰی غَیْرِھِمْ۔» یعنی ”اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو نعمتیں عطا کرتا ہے؛ تاکہ وہ اُس کے بندوں کو نفع پہنچائیں، جب تک وہ بندوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں تب تک اللہ تعالیٰ نعمتیں اُن کے پاس باقی رکھتا ہے، جب وہ نفع پہنچانا چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ وہ نعمتیں اُن سے واپس لے کر کسی اور کو عطا کر دیتا ہے۔“

(المعجم الکبیر، ج:13، ص:207، حدیث:13925۔ شعب الایمان، حدیث:7256)

کسی مسلمان کو نفع پہنچانے کی ایک عمدہ صورت یہ بھی ہے کہ انسان اچھے کام کے لیے جائز طریقے سے اُس کی سِفارش کر دے۔ کسی کا کام کروانے کے لیے ”دوسرے کو کہہ دینا“ بظاہر اتنی بڑی بات نہیں ہے، مگر ربّ تعالیٰ کے ہاں اِس کی بہت قدر و منزلت ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اُس کے کرم سے رسولِ مکرّم ﷺ کا یہ احسانِ عظیم ہے کہ اسلام میں کوئی بھی معاملہ ادھورا نہیں ہے، ہر امر کی مکمل تفصیل موجود ہے اور اُس کی حُدود و قیود واضح ہیں۔ یہی صورتِ حال سِفارش کی بھی ہے... جہاں یہ ترغیب دلائی گئی ہے کہ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے اُن کی سفارش کر دینی چاہیے، وہاں ”شفاعتِ حَسَنہ“ اور ”بری سفارش“ کا فرق بھی واضح کیا گیا ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اچھی سفارش کرنے پر کیا کیا انعامات ملتے ہیں! اور اِس بات سے بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ بے جا سفارش کا وبال کیا ہوگا!

عصرِ حاضر (خصوصًا پاکستان) میں ”شفاعتِ حسَنہ“ اور ”بری سفارش“ کا فرق نہ کرنے کی وجہ سے ہر معاملہ سفارش کی نذر ہو گیا ہے اور بے جا سفارشات کی وجہ سے پیدا ہونے والے حالات کسی سے مخفی نہیں۔ چنانچہ آج کے خطبہ میں سفارش سے متعلق کچھ گفتگو ہو گی۔

بارگاہِ الٰہی میں سفارش کی قدر

کسی مسلمان کی سفارش کرنا امام الانبیا ﷺ کی سنتِ مبارکہ ہے اور اُسے قبول کرلینا ربِّ ذوالجلال جلّ مجدہٗ کی عادتِ کریمہ ہے۔ باری تعالیٰ دُنیا میں بھی سفارش قبول فرماتا ہے اور روزِ قیامت تو قبولیتِ شفاعت کا انداز ہی نرالا ہو گا... اور ایسا نہیں کہ صرف پیاروں کی سفارش قبول ہوتی ہو، بلکہ کوئی گناہ گار مسلمان بھی محض اللہ تعالیٰ کی رِضا کے لیے دوسرے مسلمان کے حق میں سفارش / دُعائے خیر کرے تو ربِّ کریم اُس کی بھی قدر فرماتا ہے اور اِس شان سے قبول فرماتا ہے کہ عقل حیران ہو جاتی ہے۔

سفارش پر نوازش: حکیم الاُمّت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد حضرت صفوان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مَیں حج کے لیے جانا چاہتا تھا، شام میں سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے گھر پر حاضر ہوا، آپ گھر میں موجود نہیں تھے، آپ کی اہلیہ محترمہ سیدتنا اُمّ درداء رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی، اُنھوں نے مجھے دُعا کے لیے حکم کیا اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے تھے: «دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ، كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ: آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلٍ۔» یعنی "جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی عدم موجودگی میں اُس کے لیے دُعا کرتا ہے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے، دُعا کرنے والے کے سرہانے ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے، وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے جو بھی دُعائے خیر کرے فرشتہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ تیری دُعا قبول فرمائے اور تجھے بھی ایسی بھلائی سے نوازے۔" (صحیح مسلم، حدیث: 2733۔ الأدب المفرد للبخاری، حدیث: 625)

قیامت میں عنایت: روزِ حشر کفار کے لیے بارگاہِ الٰہی میں نہ تو کوئی سفارش کرے گا اور نہ ہی اِس کی اجازت ہو گی۔ جن آیاتِ قرآنیہ میں شفاعت کی نفی ہے اُن سے کفار و مشرکین کے حق میں سفارش ہی مراد ہے۔ ایک آیتِ کریمہ میں ارشادِ ربّانی ہے: فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ۔ "تو اُنھیں (کافروں کو) شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کوئی فائدہ نہیں دے گی۔" [المدثر 74:48]

جہاں تک مسلمانوں کے حق میں شفاعت کی بات ہے تو متعدد احادیثِ طیبہ کا خلاصہ ہے کہ قیامت کا نصف دن (دُنیا کے حساب سے 25,000 سال) گزرنے کے بعد سب لوگ ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کے لیے پیاروں کی تلاش شروع کریں گے۔ چنانچہ وہ تقریباً سبھی انبیائے کرام علیہم السلام کے پاس حاضر ہوں گے، مگر وہ شفاعت سے انکار کر دیں گے۔ آخر میں شافعِ محشر ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر التجا پیش کریں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ سجدے میں سر رکھ کر بے مثال حمدِ الٰہی کریں گے تو حکم ہو گا: اِرْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ۔ "پیارے! سر اُٹھائیے... کہیے! آپ کی بات سُنی جائے گی... مانگیے! آپ کو عطا کیا جائے گا... اور شفاعت کیجیے! آپ کی شفاعت قبول ہو گی۔" (صحیح بخاری، حدیث: 7510)

شفاعت کا دروازہ کھلنے کے بعد دیگر انبیائے کرام علیہم السلام، پھر اولیائے عظام، شہدائے ذی شان، علمائے ذوی الاحتشام، حُفّاظِ قرآن، حاجی حضرات، بلکہ ہر وہ شخص جسے دینی منصب عنایت ہوا... سبھی شفاعت کریں گے۔ (دیکھیے بہارِ شریعت، ج: 1، ح: 1، ص: 139، 140)

قرآنِ حکیم کی روشنی میں شَفاعتِ حَسَنَہ اور بُری سِفارش

قرآنِ حکیم نے مسلمانوں کی شفاعت / سفارش کرنے کا شوق بھی دلایا ہے اور اِس بات کا پابند بھی کیا ہے کہ سفارش حُدود وقیود میں رہتے ہوئے کرنی ہے۔ نصوص کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر سفارش شرعی تقاضوں کے مطابق ہو تو رضائے الٰہی کا ذریعہ بھی ہے اور اجر وثواب کا باعث بھی... جب کہ دینی مقاصد کے خلاف ہو تو سفارش کنندہ ربّ تعالیٰ کی ناراضی کا مستحق بھی ہوتا ہے، گناہ گار ہو کر سزا کا حق دار بھی ٹھہرتا ہے اور یہ سفارش انسان کی ذات، بلکہ پورے معاشرے کو تباہی تک بھی لے جاتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۔ ”جو اچھی سفارش کرے اُس کے لیے اُس میں سے حصہ (اجر وثواب) ہے اور جو بُری سفارش کرے اُس کے لیے اُس میں سے حصہ (عذاب وسزا) ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔“ [النساء4:85]

آیتِ کریمہ میں شفاعتِ حسنہ کرنے والے کو دُنیا وآخرت میں اجر وثواب کی بشارت عطا کی گئی اور بُری سفارش کرنے والے کو دُنیا وآخرت میں سزا کی وعید سنائی گئی۔[1] آخری حصہ میں ربّ تعالیٰ کی قدرت کا ذکر یہ راہ نمائی بھی فرما رہا ہے کہ اُس قادرِ مطلق کے لیے جزا یا سزا دینا مشکل نہیں۔ وہ معمولی شفاعتِ حسنہ پر بڑے انعام سے نواز دے اور جس کی سفارش کی گئی اُس کا اجر کم کیے بغیر سفارش کرنے والے کو بھی اُس کے برابر ثواب عطا فرما دے تو اُس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہوتی... جب کہ چند لفظوں پر مشتمل بُری سفارش کی وجہ سے سخت سزا دے تو اُسے روکنے والا کوئی نہیں۔[2]

شفاعتِ حسنہ کی وضاحت اور اُس کی جزا

جائز طریقے سے دوسرے مسلمان کو نفع پہنچایا جائے تو وہ ”شفاعتِ حَسَنَہ / اچھی سِفارش“ ہے۔ مثلاً:

- ربّ تعالیٰ کے حضور دُعا کرنا کہ اے اللہ! میرے فلاں مسلمان بھائی کی حاجت پوری فرما دے!
- کوئی شخص عہدے کی بہترین اہلیت رکھتا ہو تو اُس کی تقرری کے لیے سفارش کرنا۔
- مساجد اور دینی اداروں کے قیام کے لیے سَعْی کرنا۔
- کسی طالبِ علم کے تعلیمی سلسلے میں آنے والی رکاوٹ دُور کرنے کے لیے کوشش کرنا۔

---

[1] أَيْ يَحْصُلُ لَهٗ مِنْهَا نَصِيْبٌ يَكُوْنُ ذٰلِكَ النَّصِيْبُ ذَخِيْرَةً لَهٗ فِيْ مَعَاشِهٖ وَمَعَادِهٖ... (مفاتيح الغيب [التفسير الكبير]، تحت الآية)

[2] أَنَّهٗ تَعَالٰى قَادِرٌ عَلٰى إِيْصَالِ النَّصِيْبِ وَالْكِفْلِ مِنَ الْجَزَاءِ إِلَى الشَّافِعِ مِثْلَ مَا يُوْصِلُهٗ إِلَى الْمَشْفُوْعِ فِيْهِ، إِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ، وَإِنْ شَرًّا فَشَرٌّ، وَلَا يَنْتَقِصُ بِسَبَبِ مَا يَصِلُ إِلَى الشَّافِعِ شَيْءٌ مِنْ جَزَاءِ الْمَشْفُوْعِ... (أيضًا)

- کسی غریب کی شادی یا زندگی کے دیگر اُمور کی تکمیل میں آسانی کا ذریعہ بننا۔
- قرض دار شخص واقعی طور پر مجبور ہو تو اُسے ادائیگی کے لیے مہلت دلوا دینا۔
- کسی بے گناہ کے خلاف ناجائز مقدمہ ہو تو اُس کی جان چھڑوا دینا۔

ہر صورت میں ذریعۂ اجر: سیدنا ابو موسیٰ عبد اللہ اَشْعَری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی سوالی یا حاجت مند سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اِرشاد فرماتے: اِشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَلْيَقْضِ اللهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَا شَاءَ۔ ”تم سفارش کرو! تمہیں اجر عطا کر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 6028) یعنی میرا فیصلہ وہی ہو گا جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے، تمہارے کہنے سے مَیں ہرگز حکمِ الٰہی کے خلاف نہیں کروں گا... لیکن شفاعتِ حسنہ کا یہ انعام ہو گا کہ وہ قبول ہو یا نہ ہو، بہر حال تمہیں اجر و ثواب عطا ہو جائے گا۔[1]

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان دُعا کے لیے کہے، خصوصاً حَرَمَین شریفَین میں حج و عمرہ کے لیے حاضر ہونے والوں کو بارگاہِ الٰہی میں التجا اور دربارِ نبوی میں سلام کی درخواست کی جائے تو اُنھیں اِس بارے میں سُستی نہیں کرنی چاہیے، وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دل جمعی کے ساتھ دُعا کر دیں اور سلام پہنچا دیں، قبول ہو یا نہ ہو بہر حال اُنھیں شفاعتِ حسنہ پر اجر و ثواب مل جائے گا۔

بہترین صدقہ: سیدنا سَمُرَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اللِّسَانُ۔ ”بہترین صدقہ زبان کا صدقہ ہے۔“ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلم! زبان کا صدقہ کیا ہے؟ فرمایا:

- اَلشَّفَاعَةُ يُفَكُّ بِهَا الْأَسِيْرُ... یعنی ”زبان کا صدقہ یہ ہے کہ اُس سے سفارش کی جائے اور کوئی بے قصور قیدی رہا ہو جائے۔“
- وَيُحْقَنُ بِهَا الدَّمُ... ”کسی بے گناہ کا خون محفوظ ہو جائے۔“
- وَيُجْزٰى بِهَا الْمَعْرُوْفُ... ”کسی بھلائی کا صلہ دیا جائے۔“
- وَالْإِحْسَانُ إِلٰى أَخِيْكَ الْمُسْلِمِ... ”اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ احسان کیا جائے۔“
- وَيُدْفَعُ عَنْهُ الْكَرِيْهَةُ۔ ”اور مسلمان بھائی کی کوئی مصیبت دُور کر دی جائے۔“

(معجم الشیوخ لابن الاعرابی، رقم الحدیث: 1961، قال المحقق: الحدیث صحیح الإسناد، دار الکتب العلمیۃ)

نفع پہنچانے کا حکم: شفاعتِ حسنہ میں بنیادی بات یہ ہوتی ہے کہ کسی مسلمان کا بھلا ہو جائے اور یہ اتنی بڑی سعادت ہے کہ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق جانِ جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَّنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ۔ ”تم میں سے جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کو (کسی جائز طریقے سے) نفع دے سکتا ہو وہ ضرور نفع پہنچائے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 2199)

---

[1] فَإِنَّكُمْ إِنْ شَفَعْتُمْ لَهٗ حَصَلَ لَكُمْ بِتِلْكَ الشَّفَاعَةِ أَجْرٌ، سَوَاءٌ قُبِلَتْ شَفَاعَتُكُمْ أَوْ لَمْ تُقْبَلْ۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث: 4956)

بُری سفارش کا مفہوم اور اُس کی سزا

قرآنِ حکیم نے اچھی سفارش پر جزا کا وعدہ فرمایا ہے اور بری سفارش پر سزا کی وعید سنائی ہے۔ بری سفارش کی آسان الفاظ میں یوں پہچان کی جاسکتی ہے کہ جو کوشش دینی تقاضوں کے خلاف ہو / ناجائز بات کی ہو یا بے جا طریقے سے ہو وہ "بری سفارش" ہے۔

- ربّ تعالیٰ کے حضور شرعی وجہ کے بغیر / بے جا طور پر کسی کے بارے میں بد دُعا کرنا... جیسا کہ بعض لوگوں کی زبان پر لعنت اور دیگر برے الفاظ چڑھے ہوتے ہیں اور وہ سنجیدگی یا ہنسی میں بے دھڑک ایسے الفاظ بول دیتے ہیں۔
- عادی مجرم کو بچانے کی کوشش کرنا، خصوصاً شرعی حُدود میں رکاوٹ بننا۔ (اگر کوئی شخص اچھے کردار کا حامل ہو اور غلطی ہو جانے پر شرمندہ ہو اُس کی پردہ پوشی کرنے کا حکم ہے، مگر جو عادی مجرم ہو اُس کو سزا سے بچانا بھی جُرم ہے)
- کوئی شخص دوسروں کا حق چھیننا چاہتا ہو تو اُس کے ساتھ ظلم میں تعاوُن کرنا۔
- اپنے تعلقات / مفادات کی خاطر ایسے شخص کو عہدہ دلوانے کے لیے تگ ودَو کرنا جو اُس کا اہل ہی نہیں یا وہ اہل تو ہے مگر اُس سے زیادہ اہلیت و قابلیت والا بھی موجود ہے۔ (دین کا فہم رکھنے والے کسی کی سفارش کریں تو یوں کہتے ہیں: فلاں بندہ میرا عزیز ہے، اگر یہ اِس عہدے کے لیے بہترین ہے تو اِس کا تقرر کر دیں۔ یوں سفارش بھی ہو جاتی ہے اور بری سفارش کا وبال بھی نہیں آتا)
- سوشل میڈیا یا دیگر ذرائع سے گناہ کو پھیلانے میں کردار ادا کرنا۔

بددُعا کی ممانعت: ربِّ ذوالجلال نے فرمایا: وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا ۔ یعنی "انسان جس طرح بھلائی جلد حاصل ہونے کی دُعا کرتا ہے ایسے ہی برائی مانگتا ہے اور انسان بہت جلد باز ہے۔" [بنی اسرائیل 11:17]

برائی میں تعاوُن کا وبال: قرآن وسنت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص سفارش یا کسی اور طرح سے برائی کا ذریعہ بنے تو وہ بھی برائی کرنے والے کی طرح مجرم ہوتا ہے اور گناہ میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔ سورۂ نساء کی آیت: 85 میں بری سفارش کا یہی انجام بیان ہوا ہے۔ نیز سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

❖ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ ۔ یعنی "جس نے اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کیا اُسے اپنے کارِ خیر کا بھی اجر عطا ہو گا اور (قیامت تک) اُس پر عمل کرنے والوں کے برابر بھی ثواب دیا جائے گا، جب کہ عمل کرنے والوں کے انعام سے کوئی کمی نہیں ہو گی۔"

❖ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ ۔ یعنی "اور جس نے اسلام میں برے کام کی ابتدا کی اُسے اپنے عملِ بد کا بھی گناہ ہو گا اور (قیامت تک) اُس پر چلنے والوں کے برابر بھی گناہ ملے گا، جب کہ عمل کرنے والوں کا گناہ کم نہیں ہو گا۔" (صحیح مسلم، حدیث: 1017)

اہلیت کے برعکس عہدہ دینے پر وعید: رسول اللہ ﷺ نے ایسے افراد کے لیے سخت وعید ارشاد فرمائی جو اہلیت کا معیار پیشِ نظر رکھے بغیر محض اپنے مفادات و تعلقات کی خاطر کسی شخص کو منصب سپرد کرتے ہیں یا اِس کی سفارش کرتے ہیں۔

رازدارِ رسول ﷺ سیدنا حُذیفہ بن یَمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مرفوعاً روایت کیا: أَيُّمَا رَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى عَشَرَةِ أَنْفُسٍ[1] عَلِمَ أَنَّ فِي الْعَشَرَةِ أَفْضَلَ[2] مِمَّنِ اسْتَعْمَلَ فَقَدْ غَشَّ اللهَ وَغَشَّ رَسُولَهُ وَغَشَّ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ۔ یعنی "جس نے کچھ افراد پر ایک شخص کو ذمہ دار بنایا، حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اُن میں (اِس ذمہ داری کے لیے) اُس سے بہتر شخص موجود ہے تو بلاشبہ اُس نے (اللہ و رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرکے) اللہ تعالیٰ سے بھی خیانت کی، اللہ کے رسول ﷺ سے بھی بد دیانتی کی اور مسلمانوں سے بھی بدعنوانی کا مرتکب ہوا۔ (الجامع الصغیر، رقم الحدیث: 5040، إسنادہٗ ضعیف لکن لہٗ شواھد[3])

ناحق خونِ مسلم میں تعاوُن کا انجام: قرآن و سنت میں واضح طور پر حکم دیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص ظلم کرتا ہے تو اُسے ظلم سے روکنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے... مگر عصرِ حاضر میں مفاد پرستی کا یہ عالَم ہے کہ لوگ اپنے مفادات کی خاطر ظالموں اور قاتلوں کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں اور اُنھیں شرم تک نہیں آتی۔

ظالم و قاتل سے تعاوُن کی بدترین مثال یہ ہے کہ جو ممالک مسلمانوں پر ظلم ڈھا رہے ہیں اُن کے ساتھ دوسری اسلامی ریاستیں معاشی شراکت داری رکھے ہوئے ہیں... فقط اسرائیلی درندوں کو ہی لیجیے! اقوامِ متحدہ کے مطابق ایک طرف 43,000 افراد شہید ہو چکے ہیں تو دوسری طرف لاکھوں افراد بھوک اور وبائی بیماریوں کے سبب موت کے قریب ہیں... اِس کے باوجود کئی اسلامی ممالک کے اب بھی اسرائیل کے ساتھ معاشی تعلقات ہیں اور عمومی طور پر سبھی مسلم حکمران صرف مذمت کو کافی سمجھے ہوئے ہیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوبِ خدا ﷺ نے فرمایا: «مَنْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِ مُؤْمِنٍ وَلَوْ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: آئِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ۔» یعنی "جس نے مسلمان کے ناحق قتل میں معمولی تعاون کیا، اگرچہ صرف آدھا لفظ ہی بولا، جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا: «یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے»۔" (سنن ابن ماجہ، حدیث: 2620)

---

[1] أَيْ جَعَلَهُ أَمِيرًا عَلَى طَائِفَةٍ، وَلَوْ قَلِيلَةً جِدًّا، كَعَشَرَةٍ۔ (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، تحت الحدیث)

[2] وَالْمُرَادُ بِالْأَفْضَلِيَّةِ: حُسْنُ الْقِيَامِ بِأَمْرِهِمْ وَالْعَدْلُ فِيهِمْ وَالذَّبُّ عَنْهُمْ وَحِيَاطَتُهُمْ مِمَّا يَحُوطُ بِهِ نَفْسَهُ۔ (التنویر، تحت الحدیث)

[3] فقد خرّج الحاکم بالتصحیح عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْ عِصَابَةٍ وَفِي تِلْكَ الْعِصَابَةِ مَنْ هُوَ أَرْضَى لِلهِ مِنْهُ فَقَدْ خَانَ اللهَ وَخَانَ رَسُولَهُ وَخَانَ الْمُؤْمِنِينَ۔» (المستدرک، ج:4، ص:104، رقم الحدیث: 7023)
وروی الطبرانی عنہ مرفوعًا: وَمَنْ تَوَلَّى مِنْ أُمَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ شَيْئًا، فَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ فِيهِمْ مَنْ هُوَ أَوْلَى بِذَلِكَ وَأَعْلَمُ مِنْهُ بِكِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ فَقَدْ خَانَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَجَمِيعَ الْمُؤْمِنِينَ۔ (المعجم الکبیر: 114/11، الحدیث: 11216)

شفاعتِ حَسَنَہ کے چند آداب

یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اچھی سفارش باری تعالیٰ کو پسند ہے اور وہ اِس پر سفارش کنندہ کو انعام سے نوازتا ہے۔ اِس حوالے سے چند آداب کو پیشِ نظر رکھنا بھی بے حد ضروری ہے۔

رضائے اِلٰہی کا قصد: مسلمان کا ہر اچھا عمل صرف اِس مقصد کے لیے ہونا چاہیے کہ ربّ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ سفارش میں بھی خوشنودیٔ مولیٰ تعالیٰ ہی پیشِ نظر ہونا ضروری ہے، کسی دُنیاوی مفاد یا شکریہ کا لالچ نہیں ہونا چاہیے، بلکہ بزرگوں نے تو یہ سکھایا ہے کہ کسی کے ساتھ نیکی کر کے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ مَیں نے اُس پر احسان کیا ہے، بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ ربّ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے کہ اُس نے اِس نیکی کے لیے مجھے ذریعہ بنایا ہے... وہ چاہتا تو مجھے بیچ میں ڈالے بغیر ہی اُسے نواز دیتا۔

معاوضہ کی ممانعت: سیدنا ابو اُمامہ صُدَیّ بن عَجلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امام الانبیا ﷺ نے فرمایا: «مَنْ شَفَعَ لِأَخِيهِ بِشَفَاعَةٍ، فَأَهْدَى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا فَقَدْ أَتَى بَابًا عَظِيمًا مِّنْ أَبْوَابِ الرِّبَا۔» ”جس نے کسی شخص کی سفارش کی، پھر سفارش کروانے والے نے سفارش کے عوض اُسے کوئی تحفہ دیا اور اُس نے قبول کر لیا تو وہ سُود کے ایک بڑے دروازے پر آیا (رشوت قبول کر کے اُس نے سود لینے جیسا عظیم گناہ کیا)۔“ (سنن ابو داؤد، حدیث: 3541، ترجمہ ماخوذ از مرآۃ المناجیح)

طمعِ تشکّر سے دُوری: ایک شخص نے حضرت حسن بن سہل رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی ضرورت کے سلسلے میں سفارش کی درخواست کی، آپ نے اُس کا کام کروا دیا۔ وہ شکریہ ادا کرنے کے لیے حاضر ہوا تو آپ نے تربیت بھرا حسین جملہ ارشاد فرمایا: عَلٰى مَا تَشْكُرُنَا؟ وَنَحْنُ نَرٰى أَنَّ لِلْجَاهِ زَكَاةً كَمَا أَنَّ لِلْمَالِ زَكَاةً۔ یعنی شکریہ کس بات کا! ہمارا تصوّر تو یہ ہے کہ جس طرح مال کی زکوٰۃ دینا ہوتی ہے اور یہ کسی پر احسان نہیں ہوتا، ایسے ہی ربّ تعالیٰ کے عطا کردہ اثر و رُسوخ اور عزت و وَجاہت کی بھی سفارش وغیرہ کے ذریعے زکوٰۃ دینی ہوتی ہے اور یہ بھی کسی پر احسان نہیں ہوتا۔ (تاریخ بغداد، ج: 7، ص: 333، دار الکتب العلمیۃ۔ تاریخ مدینۃ دمشق، ج: 38، ص: 143، دار الفکر)

رشوت سے اجتناب: بہت مرتبہ کام کروانے کے لیے سفارش کے ساتھ رشوت بھی دی جاتی ہے۔ اِس حوالے سے یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ رِشوت دینا حرام ہے اور اِس حوالے سے سیدِ عالم ﷺ نے سخت وعید فرمائی ہے۔[1]

سیدنا عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ۔ ”رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے پر بھی لعنت فرمائی اور رشوت لینے والے پر بھی۔“ (جامع ترمذی، حدیث: 1337)

---

[1] یاد رہے کہ اگر کوئی شخص ظلم سے بچنے کے لیے رشوت دے یا ایسی صورت ہے کہ رشوت دیے بغیر اپنا شرعی و قانونی حق وصول کرنا ممکن ہی نہیں تو اب دینے والا گناہ گار نہیں ہوگا، اگرچہ لینے والا اب بھی سخت گناہ گار ہے۔

حرفِ آخر: سِفارش... ذریعۂ جُود و نَوال یا سببِ وَیل و وَبال

ربّ تعالیٰ نے جن لوگوں کو دُنیاوی نعمتوں سے نوازا ہے اُنھیں سمجھنا چاہیے کہ ہمیں یہ انعامات دوسروں کی خدمت کے لیے عطا ہوئے ہیں، اگر ہم دوسروں کے کام نہ آئے تو ممکن ہے کہ یہ نعمتیں ہم سے واپس لے لی جائیں۔

دوسرے مسلمانوں کی خیر خواہی کا ایک اہم ذریعہ سفارش بھی ہے۔ اچھی سفارش کو بوجھ یا احسان سمجھنے کے بجائے یہ تصوّر کرنا چاہیے کہ ایک دن ہمیں بھی سفارش کی شدید ضرورت ہو گی اور ممکن ہے کہ یہ معمولی سفارش اُس شفاعتِ عظمیٰ کا ذریعہ بن جائے۔

روزِ قیامت میں سرورِ عالَم ﷺ کی شانِ شفاعت کا تصوّر کر کے ایمان تازہ ہو جاتا ہے... جب لوگ مختلف دروازوں پر شفاعت کی درخواستیں پیش کر کر کے تھک چکے ہوں گے اور کوئی پُر سانِ حال نہیں ہو گا، تب صِرف سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا کے چاند ﷺ ہی شفاعت کی خیرات عطا کریں گے۔ جب سب دُھتکار دیں گے تو فقط وہی فرما رہے ہوں گے:

ستم کارو! خطا کارو! سیہ کارو! جَفا کارو
ہمارے دامنِ رحمت میں آ جاؤ! کہاں تم ہو

شریعتِ مطہرہ نے سفارش کے حوالے سے ہماری کامل راہ نمائی فرمائی ہے۔ یہ شرعی تقاضوں کو پورا نہ کرنے کا ہی نتیجہ ہے کہ پاکستان میں سفارش کے کلچر نے نظام کو تباہی کے کنارے تک پہنچا دیا ہے اور نااہل لوگوں کی وجہ سے صورتِ حال ناگفتہ بہ ہے۔

آج کے خطبہ میں قرآن و سنت سے راہ نمائی لیتے ہوئے سفارش سے متعلق کچھ باتوں کا تذکرہ ہوا، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ:

- ربّ تعالیٰ کے حضور دوسرے مسلمانوں کے لیے دُعائے خیر کرنی چاہیے۔ یہ بھی سفارش کی ایک صورت ہے اور اِس پر خود سفارش کرنے والے کو بھی عظیم انعام سے نوازا جاتا ہے۔
- شرعی تقاضوں کے مطابق کسی مسلمان کی حاجت پوری کرنا/کارِ خیر کے لیے کوشش کرنا "شفاعتِ حَسَنَہ" ہے۔ یہ قابلِ تعریف اور ذریعۂ اجر و ثواب ہے۔ اِس کی مختلف صورتیں ہیں، مثلاً:
  - کسی مسلمان کو جائز طریقے سے فائدہ پہنچانا یا نقصان سے بچانا۔
  - نیکی کے کام میں حائل رکاوٹ دُور کرنا اور خیر کا راستہ کھولنا۔
- شرعی تقاضوں کے برعکس کسی کام کے لیے تگ و دَو کرنا "بری سفارش" ہے۔ قرآنِ حکیم نے اِس کی مذمت فرمائی ہے اور یہ خود گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ دوسرے متعدّد گناہوں کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ اِس کی بھی کئی صورتیں ہیں:
  - ایسی سفارش کرنا جس کی وجہ سے اپنے تعلق دار کا کام تو ہو جائے، مگر دوسرے مسلمان کی حق تلفی ہو۔

- عادی مجرم کو بچانے کی کوشش کرنا، خصوصًا شرعی حُدود کے نفاذ میں رکاوٹ بننا۔
- ایسے شخص کو عہدہ دلوانا جو اُس کا اہل نہیں یا اُس عہدے کے لیے اُس سے زیادہ قابل شخص موجود ہے۔
- ظلم پر تعاون کرنا یا کسی گناہ کو پھیلانے کا ذریعہ بننا۔

❖ سفارش کرنے والے کو چاہیے کہ جائز کام کی سفارش صرف اور صرف اِس لیے کرے کہ اللہ تعالیٰ کی رِضا حاصل ہو۔ شکریہ یا معاوضہ کا لالچ ہر گز نہ رکھے، ورنہ شفاعتِ حسنہ بری سفارش میں تبدیل ہو سکتی ہے۔

❖ رشوت لینا بھی حرام ہے اور دینا بھی (سوائے اِس کے کہ رشوت دیے بغیر اپنا جائز قانونی حق لینے کی کوئی صورت نہ ہو یا ظلم کا خدشہ ہو، ایسی صورت میں دینے والا گناہ گار نہیں)، سفارش کو رشوت کے ساتھ ملوّث کر کے ثواب کو گناہ میں تبدیل نہیں کرنا چاہیے۔

❖ اگر سفارش قبول کرنے میں کوئی شرعی خرابی نہ ہو تو اُسے قبول کر لینا چاہیے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ مالکِ کریم اپنے بندوں کا کہا مان لیتا ہے، مگر بندے اپنے مسلمان بھائی کی سفارش قبول نہیں کرتے!

شرعی مسئلہ: کسی چیز کو قسطوں پر خریدنا اور بیچنا جائز ہے، مگر یہ ضروری ہے کہ:

- جس نشست میں سودا طے ہوا اُس کے تبدیل ہونے سے پہلے ثمن (Price) کی مقدار کو معیّن کر دیا جائے۔
- ثمن کی ادائیگی کے لیے مدّت کو بھی مقرر کر دیا جائے۔
- اگر خریدار مقررہ مدّت میں ثمن ادا نہ کر سکے تو اُس پر جرمانہ عائد نہ کیا جائے۔
- اِس کے علاوہ بھی شرعی تقاضوں کے مخالف کوئی شرط نہ رکھی گئی ہو۔ (ملاحظہ کیجیے مجلہ النظامیہ، اکتوبر 2021ء، ص:44 تا 48[1])

خریدار وقتِ مقرر پر ثمن ادا کرے یا اُس سے پہلے، بہر حال طے شدہ ثمن ہی ادا کرنا ہوا، البتہ اگر مدّت مقررہ سے پہلے ثمن ادا کرنے کی صورت میں فریقین کی رضامندی سے ثمن کم کر دیا جائے تو حرج نہیں۔ (دیکھیے تفہیم المسائل، ج:8، ص:310)

اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے طفیل ہم سب کی بخشش و مغفرت فرمائے اور اچھی سفارش سمیت ہر ممکنہ ذریعہ سے دوسرے مسلمانوں کو نفع پہنچانے کی توفیق سے نوازے۔

خالقِ کائنات تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب و آلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید و نصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے، اسرائیلی درندوں کو اتحادیوں سمیت تباہ و برباد فرمائے اور اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزّہ کے مظلوموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون کرنے کی توفیق عطا کرے!

ربِّ کریم پاکستان کو تمام بحرانوں سے نجات دے اور حکمرانوں کو ملک و قوم کا خیر خواہ بنائے! آمین بجاہ النبیِّ الکریم ﷺ!

---

[1] پڑھنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1IA1TPTjCIIfmTvHpBzbGFmWporYqgPXG/view?usp=drive_link